OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 28, Issue, 2, 2023
http://alqalamjournalpu.com/

غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری کی روشنی میں جہاد کا تعارف، اغراض و مقاصد اور شارح کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ

In light of Ghunyat-ul-qari sharhu sahih-il-Bhukhari a research review of the introduction, aims and objectives of jihad and the commentator's style

Harisullah , PhD Scholar,
Department of Islamic Theology, Islamia College University Peshawar
Dr. Salim-Ur-Rahman, Associate Professor,
Department of Islamic Theology, Islamia College University Peshawar

Abstract

KEYWORDS:

Dictionary, jihad, struggle, ethical, divine.

Islam's very important doctrine of jihad lays out rules and principles that Muslims must follow as they struggle against various types of resistance, whether internal (against evil temptations and selfish desires) or external, for the sake of Allah. Muslims are required to make a persistent effort to serve the cause of Islam. That effort, whatever its future, falls within the meaning of the term "jihad-fi-Sabi-Lillah" (jihad for the cause of Allah). Jihad is derived from the Arabic word 'Juhd', which means "effort". The verb jahida means 'to be tried as a result of exerting an effort or energy; striving; making an endeavor'. So Jihad is to contend with difficulties and to work continually, especially with strenuous effort. Here in this article, we mentioned a research review of the introduction, aims and objectives of jihad, and the commentator's (Allama Abdul Khaliq Al-Bajawari 1402AH) style. In light of 'Ghunyat-ul-Qari, Sharhu sahih-il-Bhukhari'.

.

Date of Publication:
30-12-2023

جہاد کے لغوی واصطلاحی معنی:

امام ابن فارس(395ھ)اپنی کتاب "معجم مقاییس اللغۃ"میں لکھتے ہیں:

"جَهْدٌ الْجَيْمُ وَالْهَاءُ وَالدَّالُ أَصْلُهُ الْمَشَقَّةُ،ثُمَّ يُحْمَلُ عَلَيْهِ مَا يُقَارِبُهُ"۔[1]

یعنی جہد(جیم،ھاءاور دال)کے اصلاً بمعنی محنت ومشقت کے ہیں،پھر اس کا اطلاق اس کے قریب المعنی الفاظ پر بھی کیاجاتاہے۔

امام راغب اصفہانی(502ھ)اپنی کتاب "المفردات فی غریب القرآن"میں لکھتے ہیں:

"جَهَدَ، الْجَهْدُ، والْجُهْدُ: الطَّاقَةُ وَالْمَشَقَّةُ وَقِيْلَ: الْجَهْدُ بِالْفَتْحِ الْمَشَقَّةُ، وَالْجُهْدُ: الْوَاسِعُ وَقِيْلَ: الْجُهْدُ لِلإِنْسَانِ: وَقَالَ تَعَالٰی: {وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُم}[2] وَقَالَ تَعَالٰی: {وَاَقْسَمُوْا بِاللهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ}[3]أَيْ حَلَفُوْا وَاجْتَهَدُوْا فِي الْحَلْفِ ان يَأْتُوْا بِهِ عَلٰى أَبْلَغِ مَا فِي وُسْعِهِمْ. وَالْاِجْتِهَادُ: أَخْذُ النَّفْسِ بِبَذْلِ الطَّاقَةِ وَتَحَمُّلِ الْمَشَقَّةِ يُقَالُ: جَهَدْتُ رَأْيِي وَأَجْهَدْتُهُ: أَتْعَبْتُهُ بِالْفِكر وَالْجِهَادُ وَالْمُجَاهَدَةُ: اسْتِفْرَاغُ الْوَسْعِ فِي مُدَافَعَةِ ۔۔۔الخ"۔[4]

یعنی جَهَدَ، اَلْجَهْدُ اور اَلْجُهْدُ کے معنی طاقت واِستطاعت اور محنت ومشقت کے ہیں اور یہ بھی کہاگیاہے کہ جیم پر زبر کے ساتھ الجَہد مشقت کے معنی میں آتاہے اور الجُہد کا معنی کسی چیز کا وسیع ہوناہے۔یہ بھی کہاجاتاہے کہ الجُہد کااستعمال انسانوں کے لیے خاص ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ"وہ لوگ کہ جو اپنی محنت ومشقت کے سوا(کچھ زیادہ مقدور)نہیں پاتے،اور فرمایا:"وَاَقْسَمُوْا بِاللهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ"کہ وہ بڑے تاکیدی حلف کے ساتھ اللہ کی قسم کھاتے ہیں،یعنی وہ حتی الوسع تاکید کے ساتھ قسم کھاتے ہیں کہ وہ اس قسم کو پورا کریں گے۔اسی طرح اِجتہاد کے معنی میں بھی آتاہے:یعنی نفس کو ہمت وطاقت کے صرف کرنے اور مشقت کو برداشت کرنے کاپابند بنانا۔اسی طرح کہاجاتاہے:جَهَدْتُ رَأْيِي وَأَجْهَدْتُهُ یعنی میں نے اپنی رائے خوب سوچ بچاراور غوروفکر کے بعد قائم کی ہے۔جہاداور مجاہدہ کے معنی میں:کہ دشمن سے مدافعت کرتے ہوئے اپنی قوت وطاقت اور صلاحیت کواستعمال کرنا...الخ

علامہ زین الدین رازی(666ھ)اپنی مشہور لغت "مختار الصحاح"میں لکھتے ہیں:

"(الْجَهْدُ) بِفَتْحِ الْجِيمِ وَضَمِّهَا الطَّاقَةُ وَقُرِئَ بِهِمَا قَوْلُهُ تَعَالَى:{وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ}[5]،وَالْجَهْدُ بِالْفَتْحِ الْمَشَقَّةُ يُقَالُ: (جَهَدَ) دَابَّتَهُ وَ (أَجْهَدَهَا) إِذَا حَمَلَ عَلَيْهَا فِي السَّيْرِ فَوْقَ طَاقَتِهَا وَ (جَهَدَ) الرَّجُلُ فِي كَذَا أَيْ جَدَّ فِيهِ وَبَالَغَ وَبَابُهُمَا قَطَعَ. وَ (جُهِدَ) الرَّجُلُ عَلَى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ فَهُوَ (مَجْهُودٌ) مِنَ الْمَشَقَّةِ. وَ (جَاهَدَ) فِي سَبِيلِ اللَّهِ (مُجَاهَدَةً) وَ (جِهَادًا) وَ (الِاجْتِهَادُ) وَ (التَّجَاهُدُ) بَذْلُ الْوُسْعِ وَ (الْمَجْهُودِ)"۔ [6]

یعنی لفظ "الجهد" کو "الجَهْد" اور "الجُهْد" دونوں ہی طرح سے پڑھا جا سکتا ہے جس کے معنی "طاقت" یا "قوت" کے ہیں اسی طرح طاقت سے بڑھ کر بوجھ لاد دینا، کسی کام کے کرنے میں مبالغہ کرنا اور اللہ کی راہ میں قوت وطاقت کے صَرف کرنے کو بھی جھد سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

علامہ علی بن محمد جرجانی (816ھ) اپنی مشہور کتاب "التعریفات" میں لکھتے ہیں:

"الجهاد: هو الدعاء إلى الدين الحق"۔ [7]

یعنی دین حق (اسلام) کی طرف بلانا جہاد کہلاتا ہے۔

علامہ محمد عبد الخالق باجوڑی (1402ھ) اپنی کتاب "غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں لکھتے ہیں:

"بكسر الجيم الجهاد والجهد فی اللغة هی المشقة وفی الشرع بذل الجهد فی قتال الكفار لإعلاء كلمة الله تعالى"۔ [8]

یعنی لفظِ جہاد جیم کی زیر کے ساتھ (پڑھا اور لکھا جاتا) ہے اور عربی زبان میں بمعنی مشقت کے آتا ہے جب کہ شرع میں اللہ تعالی کے کلمہ کی سربلندی کے لیے کافروں سے لڑنے میں قوت خرچ کرنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔

معروف انگریزی اِنسائیکلوپیڈیا "Britannica" کے مطابق:

"Jihad, (Arabic: “struggle” or “effort”) also spelled jehad, in Islam, a meritorious struggle or effort. The exact meaning of the term jihād depends on context; it has often been erroneously translated in the West as "holy war". Jihad, particularly in the religious and ethical realm, primarily refers to the human struggle to promote what is right and to prevent what is wrong". [9]

یعنی لفظِ جہاد عربی زبان میں "جدوجہد" یا "کوشش" کو کہتے ہیں جہاد کی اصطلاح کا صحیح معنی سیاق وسباق پر منحصر ہے۔ مغرب میں اکثر اس کا غلط ترجمہ "مقدس جنگ" کے طور پر کیا گیا ہے۔ دراصل جہاد سے مراد بالخصوص مذہبی اور اخلاقی دائرے میں رہتے ہوئے کسی صحیح کام کو فروغ دینا اور غلط کام کو روکنے کے لیے انسانی جدوجہد کرنا ہے۔

جہاد کی اقسام:

علامہ ابن حزم ظاہری (456ھ) اپنی کتاب "الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں لکھتے ہیں:

"ان الْجِهَادَ يَنْقَسِمُ أَقْسَامًا ثَلَاثَةً: أَحَدُهَا: الدُّعَا إِلَى اِللّٰه عزوجل بِاللِّسَانِ؛ وَالثَّانِي: الْجِهَادُ عِنْدَ الْحَرْبِ بِالرَّأْيِ وَالتَّدْبِيْرِ؛ وَالثَّالِثُ: الْجِهَادُ بِالْيَدِ فِي الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ"۔[10]

کہ بیشک جہاد تین قسموں پر مشتمل ہے: پہلی قسم یہ ہے کہ زبان سے دعوت اِلی اللہ دی جائے؛ دوسری قسم یہ ہے کہ جنگ مسلط ہونے کی صورت میں حکمت اور تدبر کے ساتھ لڑنا (تاکہ کم سے کم جانی نقصان ہو)؛ اور تیسری قسم یہ ہے کہ (حملہ اور کے جواب میں اپنا دفاع کرتے ہوئے) ہاتھ سے چوب یا چوٹ لگا کر جہاد کرنا۔

علامہ منصور سمعانی شافعی (489ھ) اپنی کتاب "تفسیر القرآن" میں سورۂ حج کی آیت "وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ "[11] کے تحت کہتے ہیں:

"إِعْلَمْ ان الْجِهَادَ يَكونُ بِالنَّفْسِ وَبِالْقَلْبِ وَبِالْمَالِ فَأَمَّا الْجِهَادُ بِالنَّفْسِ فَهُوَ فِعْلُ الطَّاعَاتِ وَاخْتِيَارُ الأَشَقِّ مِنَ الأُمُوْرِ وَأَمَّا الْجِهَادُ بِالْقَلْبِ فَهُوَدَفْعُ الْخَوَاطِرِ الرَّدِيَةِ وَأَمَّا الْجِهَادُ بِالْمَالِ فَهُوَ الْبَذْلُ (وَالْإِيْثَارُ)"۔[12]

بلاشبہ تو جان لے کہ جہاد، جان ودل اور مال کے ساتھ ہوتاہ، چنانچہ جہاد بالنفس تو وہ طاعات کو بجالانا اور اُمور میں سے مشکل ترین کو چننا ہے اور جہاد بالقلب سے مراد ہے غلط جذبات کو دل نکال دینا ہے جب کہ رہ جہاد بالمال تو اس سے مراد (مال کا) خرچ کرنا قربانی کرنا۔

علامہ فخر الدین رازی (606)اپنی کتاب "التفسیر الکبیر" میں سورۂ نساء کی آیت "وَفَضَّلَ اللہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا" کے تحت لکھتے ہیں:

"وَلَا يُمْكن ان يَكونَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْمُجَاهِدِ هُوَ: الْمُجَاهِدُ بِالْمَالِ وَالنَّفْسِ فَقَطْ وَإِلَّا حَصَلَ التَّكرارُ فَوَجَبَ ان يَكونَ الْمُرَادُ مِنْهُ مَنْ كانَ مُجَاهِدًا عَلَى الإِطْلَاقِ فِي كل الأُمُوْرِ أَعْنِي فِي عَمَلِ الظَّاهِرِ وَهُوَ الْجِهَادُ بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْقَلْبِ وَهُوَ أَشْرَفُ أَنْوَاعِ الْمُجَاهَدَة"۔[13]

اور ممکن نہیں کہ اس مجاہد سے صرف مجاہد بالنفس اور مجاہد بالمال ہی مراد ہو وگرنہ تکرار ہو گا، پس ضروری ہے کہ اس سے مراد تمام ظاہری اُمور میں مطلقاً جہاد کرنے والا مراد ہو جو کہ جہاد بالنفس، جہاد بالمال اور جہاد بالقلب ہیں، جو کہ جہاد کی تمام اقسام سے زیادہ قابلِ قدر ہے۔

علامہ محمد بن محمد ابن الحاج المالکی(737ھ)اپنی کتاب "المدخل الی تنمیۃ الاعمال" میں لکھتے ہیں:

"اَلْجِهَادُ يَنْقَسِمُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ: جِهَادٌ بِالْقَلْبِ، وَجِهَادٌ بِاللِّسَانِ، وَجِهَادٌ بِالْيَدِ، وَجِهَادٌ بِالسَّيْفِ فَالْجِهَادُ بِالْقَلْبِ: جِهَادُ الشَّيْطَانِ، وَجِهَادُ النَّفْسِ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَالْمُحَرَّمَاتِ قَالَ اللہُ تَعَالٰى: {وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى}[14] وَجِهَادُ اللِّسَانِ: الأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكر، وَمِنْ ذٰلِكَ مَا أَمَرَ اللہُ عزوجل النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِهِ مِنْ جِهَادِ الْمُنَافِقِيْنَ لِأَنَّهُ عزوجل قَالَ: {يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكفارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيهِمْ ؕ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ}[15] فَجَاهَدَ الْكفارَ بِالسَّيْفِ وَجَاهَدَ الْمُنَافِقِيْنَ بِاللِّسَانِ، لِأَنَّ اللہَ عزوجل نَهَاهُ ان يَعْمَلَ بِعِلْمِهِ فِيْهِمْ فَيُقِيْمُ الْحُدُوْدَ عَلَيْهِمْ وَجِهَادُ الْيَدِ: زَجْرُ ذَوِي الْأَمْرِ أَهْلَ الْمَنَاكر عَنِ الْمُنْكر وَالْبَاطِلِ وَالْمَعَاصِي وَالْمُحَرَّمَاتِ وَعَنْ تَعْطِيْلِ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ بِالأَدَبِ وَالضَّرْبِ عَلٰى مَا يُؤَدِّي إِلَيْهِ الاِجْتِهَادُ فِي ذٰلِكَ وَمِنْ ذٰلِكَ إِقَامَتهُمُ الْحُدُوْدَ عَلَى الْقَذَفَةِ الزُّنَاةِ وَشَرَبَةِ الْخَمْر"۔[16]

یعنی جہاد چار قسموں میں منقسم ہے: جہاد بالقلب (طہارتِ قلب اور تزکیہ نفس)، جہاد باللسان (دعوت وتبلیغ)، جہاد بالید (خدمتِ خلق) اور جہاد بالسیف (یعنی جہاد بالقتال)، چنانچہ جہاد بالقلب سے مراد شیطان اور نفس دونوں کے ساتھ جہاد ہے، بایں صورت کہ نفس کو بری خواہشات اور محرمات سے روکا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اوراس نے (اپنے) نفس کو (بری) خواہشات وشہوات سے بازرکھا، تو بے شک جنت ہی (اس

کا) ٹھکانا ہو گا"، جہاد باللسان سے مراد ہے: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اسی قسم سے وہ جہاد بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اے نبی (ﷺ) آپؐ کافروں اور منافقوں سے جہاد کریں اوران پر سختی کریں، اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ برا ٹھکانا ہے"، سو حضور ﷺ نے کفار کے ساتھ تلوار کے ساتھ اور منافقوں کے ساتھ زبان سے جہاد کیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منع فرمایا تھا کہ آپؐ ان کے بارے میں اپنے علم پر عمل نہ کریں اوران پر حدود نہ لگائیں۔ اور جہاد بالید سے مراد ہے: حکمرانوں کا برے لوگوں کو ان کی برائیوں، باطل اُمور، معصیات اور محرمات پر ترہیب اور سرزنش کرنا اور انہیں ان کے فرائض و واجبات سے تادیباً یا عقاباً سبک دوش کرنا ہے جیسا کہ اجتہاد اس بارے میں راہنمائی کرتا ہے۔ ان حکمرانوں کا تہمت لگانے والوں، بدکاروں اور شرابیوں پر حدود لگانا بھی اِسی قبیل سے ہے۔

اسلامی ادب اور لفظِ جہاد:

لفظِ جہاد جہاں ایک طرف اپنے اندر کئی معانی سموتا ہوا نظر آتا ہے تو وہیں دوسری طرف اسلامی ادب (Literature) میں جہاد بمعنی قتال کہ بھی کثرت سے جانا جاتا ہے چنانچہ لفظِ جہاد کو گہرائی سے سمجھنے کے لیے لفظِ قتال کا جاننا ناگزیر ہے لہٰذا:

قتال کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

عربی زبان میں قتال باب مفاعلۃ سے صیغۂ مصدر ہے جس کا معنیٰ "آپس میں جنگ کرنا یا دشمنی کرنا"[17] ہے۔ جب کہ انگریزی میں قتال کا ترجمہ "An armed struggle" سے کیا جا سکتا ہے یا پھر یوں کہا جا سکتا ہے کہ:

Jihad is not essentially Qital but Qital is certainly the climax of Jihad – where you sacrifice your life for ends & values which are deemed higher in value than the value of our life.

یعنی جہاد ضروری نہیں کہ اس کا اطلاق صرف قتال پر ہی کیا جائے بلکہ قتال یقیناً جہاد کا عروج ہے، جہاں آپ اپنی جان ان مقاصد اور اقدار کے لیے قربان کرتے ہیں جو ہماری زندگی کی قیمت سے زیادہ قیمتی سمجھی جاتی ہیں۔

علامہ شمس الدین قرطبی(671ھ)اپنی مشہور تفسیر "الجامع لأحکام القرآن"میں لفظِ قتال کی تشریح کرتے ہوئے ارشادِ خداوندی"كتبَ عَلَيكم الْقِتَالُ"[18] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"هَذَا هُوَ فَرْضُ الْجِهَادِ، بَيَّنَ سُبْحَانَهُ ان هَذَا مِمَّا امْتُحِنُوا بِهِ وَجُعِلَ وَصْلَةً إِلَى الْجَنَّةِ. وَالْمُرَادُ بِالْقِتَالِ قِتَالُ الْأَعْدَاءِ مِنَ الْكُفَّارِ، وَهَذَا كَانَ مَعْلُومًا لَهُمْ بِقَرَائِنِ الْأَحْوَالِ،وَلَمْ يُؤْذَنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِتَالِ مُدَّةَ إِقَامَتِهِ بِمَكَّةَ، فَلَمَّا هَاجَرَ أُذِنَ لَهُ فِي قِتَالِ مَنْ يُقَاتِلُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ تَعَالَى:" أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا"[19] ثُمَّ أُذِنَ لَهُ فِي قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ عَامَّةً"۔[20]

یعنی یہ آیت جہاد کی فرضیت بارے نازل ہوئی اور گویا کہ اللہ تعالی نے جہاد کو ذریعہ امتحان اور ذریعہ دخول جنت کے بیان فرمایااور یہاں پر اس آیت میں لفظِ قتال سے مراد کافر دشمنوں سے لڑنا ہے اور انہیں یہ قرینوں سے معلوم ہوا چنانچہ مکی دور میں آپ ﷺ کو جنگ کرنے کی اجازت نہ دی گئی تھی لیکن پھر جب آپ ﷺ نے (مدینہ)ہجرت فرمائی تو اللہ تعالی نے صرف لڑنے والے مشرکین سے جنگ کا حکم فرمااور اسی طرح بعد میں تمام مشرکین سے بھی لڑنے کا حکم فرمایا۔

علامہ محمد یوسف غرناطی مالکی(897ھ)اپنی کتاب "التاج والإكليل لمختصر خليل"میں جہاد(بمعنی قتال)کے مفہوم اور مقصود کوواضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"كُلُّ مَنْ أَتْعَبَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللَّهِ فَقَدْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا ان الْجِهَادَ إِذَا أُطْلِقَ لَا يَقَعُ إِلَّا عَلَى مُجَاهَدَةِ الْكُفَّارِ بِالسَّيْفِ"۔[21]

یعنی جس کسی نے بھی ذات باری تعالی کی خاطر اپنے آپ کو تھکایاتو یقیناً اس نے راہ خدا میں مشقت برداشت کی ہے لیکن واضح رہے کہ جب بھی لفظِ جہاد کا اطلاق کیا گیا تو اس سے مراد صرف اور صرف تلوار کے ساتھ کوشش ومشقت یعنی لڑنے والا ہی مراد لیا گیا۔

اسی طرح علامہ شیخ علی احمد جرجاوی ازہری(1231ھ) اپنی کتاب "حكمة التشريع وفلسفته" میں جہاد (بمعنی قتال)کے مفہوم اور مقصود کوواضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اَلْجِهَادُ فِي الإِسْلَامِ هُوَ قِتَالُ مَنْ يَسْعَونَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا لِتَقْوِيْضِ دَعَائِمِ الأَمْنِ وَإِقْلَاقِ رَاحَةِ النَّاسِ وَهُمْ اٰمِنُونَ فِي دِيَارِهِمْ أَوِ الَّذِيْنَ يُثِيرُوْنَ الفِتَنَ مِنْ مَكامِنِهَا إِمَّا بِإِلْحَادٍ فِي الدِّيْنِ وَخُرُوْجٍ عَنِ الجَمَاعَةِ وَشَقِّ عَصَا الطَّاعَةِ أَوِ الذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ إِطْفَاءَ نُوْرِ اللهِ وَيَنَاوُوْنَ المُسْلِمِيْنَ العَدَاءَ وَيُخْرِجُوْنَهُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ وَيَنْقُضُونَ العُهُوْدَ وَيَخْفِرُوْنَ بِالذِّمَمِ فَالجِهَادُ إِذَنْ هُوَ لِدَفْعِ الأَذَى وَالمكروهِ وَرَفْعِ المَظَالِمِ وَالذَّوْدِ عَنِ المَحَارِمِ"۔[22]

یعنی اسلام میں جہاد کا مفہوم ان لوگوں کی سرکوبی کرنا ہے جو امن کی عمارت کو تباہ وبرباد کرنے، انسانوں کے آرام وسکون کو ختم کرنے اور اللہ کی زمین میں فساد انگیزی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً اس وقت جب لوگ اپنے گھروں میں انتہائی پُرسکون زندگی بسر کررہے ہوں، یا ان لوگوں کے خلاف جدوجہد کرنا جو پوشیدہ جگہوں اور خفیہ طریقوں سے فتنہ وفساد کی آگ بھڑکاتے ہیں، خواہ کسی کو دین سے منحرف کرنے کی صورت میں ہو یا جماعت سے باغی کرنے اور اطاعت کی زندگی سے رُوگردانی کرنے کے لیے ہو یا ان لوگوں کے خلاف ہو جو اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہوں اور مسلمانوں کو جنہیں وہ اپنا دشمن قرار دیتے ہیں دور بھگانا چاہتے ہوں اور انہیں اپنے ہی گھروں سے بے گھر کرتے ہوں، عہد شکنی کرتے ہوں اور باہمی امن وسلامتی کے معاہدات کی پاس داری نہ کرتے ہوں۔ غرض یہ کہ جہاد انسانیت کے لیے اذیت وتکلیف دہ ماحول اور ناپسندیدہ، ظالمانہ اور جابرانہ نظام کو ختم کرنے اور محارم کی حفاظت کرنے کا نام ہے۔

لفظِ جہاد کے بارے میں شارح علامہ عبد الخالق کی رائے :

چنانچہ واضح ہوا کہ جہاں کہیں بھی جہاد بمعنی قتال کہ آیا یا سمجھا گیا تب وہاں پر کوئی نہ کوئی قرینہ ضرور ہوگا جو کہ اس کے قتال کے معنی پر دلالت کرتا ہوگا، ہاں یہ دوسری بات ہے کہ جامع صحیح البخاری یا پھر ان کے علاوہ اور جتنی بھی کتب احادیث ہیں تو ان تمام میں بالعموم لفظِ جہاد سے قتال ہی مفہوم وماخوذ ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہاں پر کوئی قرائن نہ ہوں، بلکہ قرائن ہی کی موجودگی قتال کے معنی کی طرف مشیر ہے، اور علامہ محمد عبد الخالق باجوڑی نے بھی یہاں پر اپنی شرح میں لفظِ جہاد بمعنی قتال کے لیے ہیں جیسا کہ ان کی تعریف میں واضح ہے۔[23]

قرآنِ پاک میں لفظِ جہاد / قتال کا ذکر:

یاد رہے کہقرآن کریم میں لفظ "جہاد" اور اس سے متعلق الفاظ تقریباً انتیس/29 آیتوں میں استعمال ہوئے ہیں، ان میں سے چار/4 آیات مکی جب کہ 25 آیتیں مدنی دور کی ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں:

مکی دور کی آیتیں:

1- "ثُمَّ ان رَ بَّکَ لِلَّذِین ہَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاہَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ان رَ بَّکَ مِنْ بَعْدِہَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیم"۔[24]

"جن اہل ایمان نے آزمایشوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، جدوجہد کی اور صبر سے کام لیاتوایسے لوگوں کے لیے اس دن یقیناًتیرارب بڑاہی بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے"۔

2-" فَلَا تُطِعِ الْکافِرِین وَجَاہِدْہُمْ بِہٖ جِہَادًا کبیرا"۔[25]

"پس اے نبیؐ، تم ان ناشکروں کی بات کا دھیان نہ کرواور اس (قرآن) کے ذریعے سے ان کے ساتھ جہاد کبیر کرو"۔

3-" وَمَنْ جَاہَدَ فَاِنَّمَا یجاہِدُ لِنَفْسِہٖ ان اللّٰہَ لَغَنِی عَنِ الْعَالَمِین"۔[26]

"جو شخص بھی ہماری راہ میں جدوجہد کررہاہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کررہاہے"۔

4- "وَالَّذِین جَاہَدُوْا فِینا لَنَہْدِینہُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِین"۔[27]

"جولوگ ہماری راہ میں جدوجہد کررہے ہیں، ہم ان پر اپنی راہیں ضرور کھولیں گے۔ بے شک، اللہ نیکوکاروں ہی کے ساتھ ہے"۔

مدنی دور کی آیتیں:

1- "ان الَّذِین اٰمَنُوْا وَالَّذِین ہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا فِی سَبِیل اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یرجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیم"۔[28]

"یقیناً جو لوگ ایمان پر قائم رہے ہیں، اور جن لوگوں نے ہجرت کی ہے اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کی ہے، وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

2- "اَمْ حَسِبْتُمْ ان تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یعلَمِ اللّٰهُ الَّذِین جَاهَدُوْا مِنْکم وَیعلَمَ الصَّابِرِین"۔[29]

"کیا تم (میں سے بعض) نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون اس کی راہ میں جدوجہد کرنے والے اور اس کی خاطر صبر واستقامت کرنے والے ہیں"۔

3- "لاَ یستَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِین غَیر اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِی سَبِیل اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِین بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقَاعِدِین دَرَجَةً وَکلاًّ وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِین عَلَی الْقَاعِدِین اَجْرًا عَظِیما"۔[30]

"مومنین میں سے وہ لوگ جو بغیر کسی معذوری کے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے مال وجان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جدوجہد کرتے ہیں، دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔مال وجان سے جدوجہد کرنے والوں کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت کا بخشا ہے۔اگرچہ دونوں ہی سے اللہ کا اچھا وعدہ ہے، مگر اللہ نے جدوجہد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک اجر عظیم کی فضیلت دی ہے۔(ان کے لیے) اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں اور مغفرت ورحمت بھی ہے یقیناً اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے"۔

4-" یٰٓاَیُّهَا الَّذِین اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیه الْوَسِیلةَ وَجَاهِدُوْا فِی سَبِیلهٖ لَعَلَّکم تُفْلِحُوْنَ"۔[31]

"اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو، صرف اسی کے تقرب کے طالب بنو، اور اسی کی راہ میں جدوجہد کرو تاکہ تمھیں کامیابی نصیب ہو"۔

5- "یٰٓاَ یُّهَا الَّذِین اٰمَنُوْا مَنْ یرتَدَّ مِنْکم عَنْ دِینه فَسَوْفَ یاتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یحبُّهُمْ وَیحبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِین اَعِزَّةٍ عَلَی الْکافِرِین یجاهِدُوْنَ فِی سَبِیل اللّٰهِ وَلاَ یخافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیه مَنْ یشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیم"۔[32]

"اے (بظاہر) ایمان لانے والو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے تو (اللہ کو کوئی پروا نہیں)، وہ بہت جلد ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہو گا۔جو مومنین کے لیے نرم مزاج اور

منکرین حق پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے"۔

6- "ان الَّذِین اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِی سَبِیل اللّٰہِ وَالَّذِین اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیاءُ بَعْضٍ وَالَّذِین اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا مَا لَکم مِّنْ وَلاَیتھِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکم فِی الدِّین فَعَلَیکم النَّصْرُ اِلاَّ عَلٰی قَوْمٍ بَینکم وَبَینھُمْ مِّیثاقٌ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیرٌ۔ وَالَّذین کفرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیاءُ بَعْضٍ اِلاَّ تَفْعَلُوہ تَکن فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کبیرٌ۔ وَالَّذِین اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِی سَبِیل اللّٰہِ وَالَّذِین اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَّھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کریمٌ۔ وَالَّذِین اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا مَعَکم فَاُولٰٓئِکَ مِنْکم وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِی کتابِ اللّٰہِ ان اللّٰہَ بِکل شَیْءٍ عَلِیم"۔[33]

"جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مال وجان سے جدوجہد کی (یعنی مہاجرین مکہ)، اور جن لوگوں نے ان کوپناہ دی اور مدد کی (یعنی انصارِ مدینہ)،یہی لوگ ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ رہے وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے، لیکن انھوں نے ہجرت نہیں کی، ان سے تمھارا ولایت کا تعلق اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک وہ ہجرت کر کے (ریاستِ مدینہ میں) نہ آجائیں۔ تاہم اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر لازم ہے، لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جن سے تمھارا معاہدہ ہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ منکرین حق ہیں وہ ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر تم اس قانون پر عمل نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد رونما ہو گا۔ جو لوگ ایمان لے آئے، ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جدوجہد کی (یعنی مہاجرین مکہ)، اور جنھوں نے ان کوپناہ دی اور مدد کی (یعنی انصارِ مدینہ)،یقیناًیہ سچے مومن ہیں۔ ان کے لیے مغفرت اور بہترین رزق ہے۔ جو لوگ بعد میں ایمان لے آئیں، پھر ہجرت کریں، اور تمھارے ساتھ مل کر جدوجہد میں شریک ہوں، وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں، لیکن اللہ کے قانون میں رحمی رشتے والے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ بے شک، اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے"۔

7-" اَمْ حَسِبْتُمْ ان تُتْرَکوا وَلَمَّا یعلَمِ اللّٰہُ الَّذِین جَاھَدُوْا مِنْکم وَلَمْ یتخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلاَ رَسُوْلِہٖ وَلاَ الْمُؤْمِنِین وَلِیجۃً وَاللّٰہُ خَبِیر بِمَا تَعْمَلُوْنَ"۔[34]

"(اے مومنو)، کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو چھانٹا ہی نہیں جنھوں نے اس کی راہ میں جدوجہد کی اور اللہ ور سولؐ اور مومنین کے سوا کسی کو جگری دوست نہیں بنایا۔ جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اس سے خوب باخبر ہے"۔

8-" اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كمنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيومِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِى سَبِيل اللّٰهِ لاَ يستَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِينءــ اَلَّذِين اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِى سَبِيل اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَآءِزُوْنَ"۔[35]

"کیا تم لوگوں نے محض حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے انتظام کو ان لوگوں کے عمل کے ہم رتبہ کر دیا ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ کے راستے میں جدوجہد کی۔ اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہوں گے۔ اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔ جو لوگ ایمان لے آئے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جدوجہد کی، انھی کا درجہ اللہ کے ہاں بڑا ہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں"۔

9- "قُلْ ان كانَ اٰبَآؤُكم وَاَبْنَآؤُكم وَاِخْوَانُكم وَاَزْوَاجُكم وَعَشِيرتُكم وَاَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كسادَهَا وَمَسَاكن تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيكم مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى ياتِى اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِين"۔[36]

"(اے نبیؐ)، ان سے کہہ دو کہ اگر تمھارے باپ، بھائی، بیویاں، خاندان، وہ مال جو تم نے کمایا، وہ تجارت جس کے نقصان کا تمھیں اندیشہ ہے اور وہ مکانات جو تم کو پسند ہیں، اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جدوجہد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔ اللہ فاسقین کی رہنمائی نہیں کرتا"۔

10- "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالاً وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكم وَاَنْفُسِكم فِى سَبِيل اللّٰهِ ذٰلِكم خَير لَّكم ان كنتُمْ تَعْلَمُوْنَ"۔[37]

"(اے مومنو، اس جنگ کے لیے) نکلو، خواہ معمولی سامان کے ساتھ ہو یا بھاری سامان کے ساتھ۔ اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کے راستے میں جدوجہد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے"۔

11- "لاَ یستَاْذِنُکَ الَّذِین یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیومِ الْاٰخِرِ ان یجاھِدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ وَاللّٰہُ عَلِیم بِالْمُتَّقِین"۔[38]

"جو لوگ اللہ اور آخرت پر سچا ایمان رکھتے ہیں، وہ کبھی تم سے یہ درخواست نہ کریں گے کہ انھیں اپنی جان ومال کے ساتھ جدوجہد کرنے سے معاف رکھا جائے۔ اللہ اپنے متقی بندوں سے خوب باخبر ہے"۔

12-" یَآ یُّھَا النَّبِی جَاھِدِ الْکفارَ وَالْمُنَافِقِین وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وَمَاْوَاھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیر"۔[39]

"اے نبیؐ، ان کفار اور منافقین، دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان پر سخت بن جاؤ۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے"۔

13- "اَلَّذِین یلمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِین مِنَ الْمُؤْمِنِین فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِین لاَ یجدُوْنَ اِلاَّ جُھْدَھُمْ فَیسخَرُوْنَ مِنْھُمْ سَخِرَ اللّٰہُ مِنْھُمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیم"۔[40]

"(اللہ ان منافقین کی سرگوشیوں کو بھی خوب جانتا ہے) جو خوش دلی سے انفاق کرنے والے اہل ایمان پر ان کی مالی قربانیوں کے معاملے میں نکتہ چینیاں کرتے ہیں۔ جو غریب مسلمان صرف اپنی محنت مزدوری ہی سے انفاق کرتے ہیں، ان کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ لیکن اللہ نے ان منافقین کا مذاق اڑایا اور ان کے لیے دردناک سزا ہے"۔

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ مکی دور میں مسلمانوں کو مسلح جنگ یعنی قتال کی اجازت نہیں تھی، اس لئے یہ لازم ہے کہ ان تمام آیات میں "جہاد" سے مراد "تبلیغ دین کے لئے پرامن جدوجہد" لی جائے۔ اسی طرح مدنی دور کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ اس وقت دین کی دعوت پھیلانے کی پرامن جدوجہد تو جاری تھی ہی پر ساتھ میں ایک نئی اُبھرتی مسلم ریاست کو دشمنوں کی طرف سے لاحق بے شمار خطرات کا بھی سامنا تھا، لہذا اس نئی مسلمان ریاست کے حدود کی حفاظت کی خاطر راتوں کو پہرے دیئے جاتے اور حملے کی صورت میں جنگ تک کی بھی نوبت آجاتی، گویا کہ مدنی دور میں جہاد کے لفظ میں پرامن جدوجہد کے ساتھ ساتھ مسلح جنگ کا پہلو بھی شامل ہو گیا۔ اب جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ لفظ جہاد میں باعتبارِ معنی لفظِ قتال کے مقابلہ میں خاص وسعت پائی جاتی ہے لہذا کہا جاسکتا ہے کہ اِعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہر قتال پر تو جہاد کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن ہر جہاد پر قتال کا اطلاق نہیں ہوتا جس کی تفصیل جہاد کی اقسام کے تحت گزر چکی ہے۔

جہاد (قتال) کا حکم

حکم کے بارے میں فقہاء و مجتہدین کے اقوال کے تین / 3 قسموں پر مشتمل ہیں جن کا بالترتیب جائزہ لیا جاتا ہے۔

پہلا قول

اور وہ یہ کہ جہاد فرضِ کفایہ ہے، نیز یہ قول عمومی حالات پر مبنی ہے کہ جس پر مذاہبِ اربعہ کا اتفاق ہے چنانچہ:

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی (587ھ) اپنی کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" میں لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا بَيَانُ كَيْفِيَّةِ فَرْضِيَّةِ الْجِهَادِ، فَالْأَمْرُ فِيهِ لَا يَخْلُو مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ، إمَّا ان كَانَ النَّفِيرُ عَامًّا (وَإِمَّا) ان لَمْ يَكُنْ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ النَّفِيرُ عَامًّا فَهُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ، وَمَعْنَاهُ: ان يُفْتَرَضَ عَلَى جَمِيعِ مَنْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ، لَكِنْ إذَا قَامَ بِهِ الْبَعْضُ سَقَطَ عَنْ الْبَاقِينَ"۔ [41]

یعنی جہاد کے فرض ہونے کی کیفیت میں کچھ تفصیل ہے اور وہ یہ کہ یا تو نفیر عام ہو گا (یعنی کہ جب ہر حالت میں جنگ کرنا ناگزیر ہو) یا نہیں، پس اگر نفیر عام نہ ہو تب حکم فرضِ کفایہ کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اہل ہو گا بس اسی پر فرض بھی ہو گا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ اگر بعض نے ادا کر دیا تو فرضیت کا حکم باقیوں سے ساقط ہو جائے گا۔

علامہ محمد خرشی مالکی (1101ھ) اپنی کتاب "شرح مختصر خلیل" میں لکھتے ہیں:

"لَا يَخْفَى ان هَذَا الْوُجُوبَ عَلَى الْإِمَامِ عَيْنِيٌّ وَالْجِهَادُ الْمُتَعَلِّقُ بِالْأُمَّةِ فَرْضُ كِفَايَةٍ"۔ [42]

یعنی یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ وجوبِ جہاد سے مراد حاکم پر اس کا فرضِ عین جب کہ رعایہ پر اس کا فرضِ کفایہ ہونا ہی مراد ہے۔

علامہ شمس الدین شربینی شافعی (977ھ) اپنی کتاب "مغنی المحتاج" میں لکھتے ہیں:

"أَمَّا كَوْنُهُ فَرْضًا فَبِالْإِجْمَاعِ وَأَمَّا كَوْنُهُ عَلَى الْكِفَايَةِ : فَلِقَوْلِهِ تَعَالَى :{ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ [43]...الخ"۔[44]

یعنی جہاد کی فرضیت تو اجماع سے ثابت ہے اور رہی بات اس کے فرضِ کفایہ ہونے کی تو وہ اللہ تعالی کہ ارشاد " لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ "کی وجہ سے۔۔۔الخ

علامہ منصور بن یونس بھوتی حنبلی(1051ھ)اپنی کتاب "کشاف القناع عن متن القناع"میں لکھتے ہیں:

"وَهُوَ فَرْضُ كِفَايَةٍ إِذَا قَامَ بِهِ مَنْ يَكْفِي،سَقَطَ وُجُوبُهُ عَنْ غَيْرِهِمْ"۔[45]

یعنی جہاد فرض کفایہ ہے بایں صورت کہ جب امت میں سے ایک کافی جماعت اس فریضہ کو سرانجام دے رہی ہولہذا اس صورت میں پر باقی امت پر سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

گو یا کہ خلاصہ یہ ہوا: مذاہبِ اربعہ میں جہاد نفیر عام کے وقت تو فرض عین ہے وگرنہ فرض کفایہ ہی رہے گا۔

دوسرا قول

اور وہ یہ کہ جہاد ہر حالت میں ہر مسلمان پر فرضِ عین ہی ہے، لیکن اس پر مذاہبِ اربعہ کا اتفاق نہیں ہے چنانچہ:

علامہ شمس الدین قرطبی(671ھ)نے جہاد کے فرضِ عین ہونے کے بارے میں اپنی مشہور تفسیر "الجامع لأحکام القرآن"میں مشہور محدث سعید بن مسیب کا قول کچھ یوں نقل کیا ہے:

"وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: ان الْجِهَادَ فَرْضٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي عَيْنِهِ أَبَدًا"۔[46]

یعنی سعید بن مسیب کا کہنا ہے کہ کہ جہاد ہر حالت میں ہر مسلمان پر فرضِ عین ہی ہے۔

تیسرا قول

اور وہ یہ کہ جہاد ایک مستحب عمل ہے، لیکن اس پر بھی مذاہبِ اربعہ کا اتفاق نہیں ہے چنانچہ:

علامہ شمس الدین قرطبی(671ھ)نے جہاد کے مستحب ہونے کے بارے میں اپنی مشہور تفسیر "الجامع لأحکام القرآن"میں لکھتے ہیں:

"وَذَكَرَ الْمَهْدَوِيُّ وَغَيْرُهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: الْجِهَادُ تَطَوُّعٌ. قَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ: وَهَذِهِ الْعِبَارَةُ عِنْدِي إِنَّمَا هِيَ عَلَى سُؤَالِ سَائِلٍ وَقَدْ قِيمَ بِالْجِهَادِ، فَقِيلَ لَهُ: ذَلِكَ تَطَوُّعٌ"۔[47]

یعنی مہدوی اور اس کے علاوہ نے سفیان ثوری کہ حوالہ سے نقل کیا ہے کہ جہاد کرنا مستحب ہے اسی طرح ابن عطیہ کا بھی یہی کہنا ہے۔

علامہ عبد الخالق باجوڑی (شارح غنیۃ القاری) کا قول

چونکہ شارح علیہ الرحمۃ کا شروع سے یہی اسلوب رہا ہے کہ صحیح بخاری کے کسی بھی عبارت کی تشریح میں خود اپنا کوئی کلام پیش نہیں کرتے بلکہ ہر عبارت کی شرح متقدمین محدثین وشرّاح کی کتب کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں لہذا جہاد کے حوالہ سے آپ کی پیش کردہ تحقیق سے یہ جائزہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی رائے بھی اس حوالہ سے جمہور ائمہ وفقہاء کے موافق ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"و احتج (الشافعی)[48] فيه بان الجهاد فرض كفاية فمن فعله وقع عن فرضه فلا يجوز ان يستحق على غيره عوضًا، و قال مالك يكره ذلك"۔[49]

اور انہوں (امام شافعی) نے یہ دلیل لی ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے جو شخص کرے گا تو اس سے فرض ساقط ہو جائے اور جو نہ کر سکے تو اس کو اس کے لئے اجرت دے کر جہاد کرانے یا اجرت لے کر جہاد کرنا جائز نہیں، جب کہ امام مالک نے کہا کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

وجوبِ جہاد کی شرائط

علامہ ابن قدامہ مقدسی (620ھ) جہاد کے واجب ہونے کی شرائط کے بارے اپنی مشہور کتاب "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوبِ الْجِهَادِ سَبْعَةُ شُرُوطٍ؛ الْإِسْلَامُ، وَالْبُلُوغُ، وَالْعَقْلُ، وَالْحُرِّيَّةُ، وَالذُّكُورِيَّةُ، وَالسَّلَامَةُ مِنْ الضَّرَرِ، وَوُجُودُ النَّفَقَةِ"۔[50]

یعنی وجوبِ جہاد کی سات / 7 شرائط ہیں: اسلام، بلوغ، عقل مندی، آزاد ہونا، مرد ہونا، غیر معذور ہونا اور زادِ راہ کا موجود ہونا۔

جہاد کے اغراض ومقاصد

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس کی تعلیمات بھی عالمگیر ہیں، لہذا ان تعلیمات کی نشر واشاعت اور ترویج کے لیے جہاں اسلام نے دعوت وتبلیغ کا سنہری کام امت کو سونپا ہے تو وہیں دوسری طرف اسلام نے اس خیر سے عامۃ الناس کو روکنے والے عناصر سے بھی بھرپور انداز میں جہاد کا درس دیا ذیل میں سب پہلے قرآن وسنت پھر اس کے بعد چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں جو کہ اس عظیم فریضے کی اہمیت، ہدف اور مقصد کو خوب اجاگر کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں بنیادی طور پر جہاد کے جو مقاصد بیان ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

دفاع کے لیے

ارشادِ باری تعالی ہے:"وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ"[51]

یعنی جو تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی ان سے راہ خدا میں جہاد کرو۔

دفع فتنہ اور حکومت الٰہیہ کے قیام واثبات کے

ارشادِ باری تعالی ہے:"وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ"[52]

اور تم لوگ ان کفار سے جہاد کرو یہاں تک کہ فتنہ کا وجود نہ رہ جائے اور سارا دین صرف اللہ کے لیے رہ جائے۔

روئے زمین شر وفساد کی روک تھام کے لیے

ارشادِ باری تعالی ہے:"وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ"[53]

اور اگر اسی طرح خدا بعض کو بعض سے نہ روکتا ہوتا تو ساری زمین میں فساد پھیل جاتا۔

دین اسلام کی سربلندی کے لیے:

چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ سے جہاد کی اہمیت و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟ قُلْتُ: بَلَى يَارَسُولَ اللَّهِ(ﷺ)، قَالَ: رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الجِهَادُ"۔[54]

یعنی اے معاذؓ! کیا میں تمہیں اس سارے معاملے کا سر، اس کے ستون اور اس کے کوہان کے بارے میں نہ بتاؤں؟، میں نے کہا: ہاں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کا کوہان (کوبڑ) جہاد ہے۔" واضح رہے کوبڑ کی اونچائی کا مطلب ہے کام کی چوٹی اور اعلیٰ مقام، تاکہ اسے اوپر سے اونچا کیا جاسکے۔ بلاشبہ حضور ﷺ نے اونٹ کے کوہان کو مشابہت کے لیے استعمال کیا ہے، کیونکہ عرب اسے جانتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ان چیزوں کی مثالیں استعمال فرمائیں جو وہ اپنے ماحول سے سمجھتے تھے، اور ایک اور وجہ یہ ہے کہ عربوں کے نزدیک اونٹ سب سے قیمتی چیز ہے، اور اونٹ میں کوہان اور بھی اہمیت کا حامل ہے، جو کہ ان کی مہنگی ترین چیز کا سب سے بڑا حصہ ہے، لہٰذا اس تشبیہ جہاد کے ساتھ اس لیے دی تاکہ وہ جان لیں کہ دین عظیم ہے اور اس میں سب سے قیمتی چیز جہاد ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کے لیے:

چنانچہ حافظ عمادالدین دمشقی (671ھ) اپنی مشہور کتاب "البدایۃ والنھایۃ" میں جہاد کے اغراض ومقاصد کو واضح کرتے ہوئے سپہ سالارِ فارس رستم کے ایک سوال کے جواب میں حضرت ربعی بن عامرؓ کی ایک تاریخی بات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد أجملَها رِبعي بن عامر لرُستم لمَّا سألَه: "ما الذي جاء بكم إلينا؟" ، فأجابه: "ان الله ابتعثنا لنُخرِج من شاء من عبادة العباد إلى عبادة الله، ومن ضيق الدنيا إلى سعتها، ومن جور الأديان إلى عدل الإسلام"۔[55]

ربیع بن عامرؓ نے اس (مقصدِ جہاد) کو رستم کے لیے انتہائی عمدہ انداز میں پیش کیا کہ جب جب رستم نے ان سے پوچھا: تمہیں ہمارے پاس کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بیشک اللہ نے ہمیں اس لیے بھیجا ہے کہ ہم بندوں کو بندوں کی عبادت سے ہٹا کر اللہ کی عبادت کی طرف لے آئیں اور ان کو دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی وسعت کی طرف مائل کریں اور انہیں مذاہب کے جبر سے نکال کر اسلام کی عدالت کی طرف لے آئیں۔

اسی طرح علامہ شمس الائمہ سرخسی حنفی (483ھ) اپنی کتاب "شرح السیر الکبیر" میں امام محمد شیبانی حنفی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"فرضية القتال المقصود منها إعزاز الدين وقهر المشركين"۔[56]

یعنی فرضیت قتال کا مقصد دین کو مضبوط کرنا اور مشرکوں کو فتح کرنا ہے۔

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی (587ھ) اپنی کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" میں لکھتے ہیں:

"ما فُرض له الجهاد هو الدعوة إلى الإسلام، وإعلاء الدين الحقّ، ودفع شرّ الكفرة وقهرهم"۔[57]

یعنی جس مقصد کے لیے جہاد فرض کیا گیا ہے وہ اسلام کی دعوت، دین حق کی سربلندی، اور کفار کے شر کو دفع کرنا اور ان کی سرکوبی ہے۔

علامہ کمال الدین ابن الہمام حنفی (861ھ) اپنی کتاب "فتح القدیر" میں لکھتے ہیں:

"المقصود بالجهاد هو إخلاء العالم من الفساد"۔[58]

کہ جہاد سے مراد دنیا کو فساد سے پاک کرنا ہے۔

علامہ محمد خرشی مالکی (1101ھ) اپنی کتاب "شرح مختصر خلیل" میں لکھتے ہیں:

"الجهاد هو قتال مسلم كافراً غير ذي عهد إعلاء كلمة الله"۔[59]

جہاد دراصل اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ایک غیر ذمی (حربی) کافر سے لڑنے کو کہا جاتا ہے۔

کتاب الجہاد میں شارح کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ

علامہ محمد عبدالخالق باجوڑی (صاحب مخطوط ہذا) نے اپنی شرح "غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں "کتاب الجہاد" کی شرح انتہائی تحقیقی ومؤثر منہج واسلوب کے مطابق پیش کی ہے، چنانچہ آپ نے ہر باب سے متعلقہ روایات کی اتنی جامع تشریح کی ہے کہ گویا قاری ایک ہی مرتبہ میں ایک ہی موضوع سے متعلق متقدمین محدثین کی کئی شروحات

پر مطلع ہو جاتا ہے جو کہ حدیث کے طالب علم کو کئی شروحات کی ورق گردانی سے مستغنی کر دیتا ہے اس کے علاوہ بھی آپ کی شرح کئی امتیازی اسلوب کی حامل ہے جنہیں درجہ ذیل امور کے تحت پیش کیا جاتا ہے:

1:- تقریباہر ترجمۃ الباب کو شروع کرنے سے پہلے اس میں موجود الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تحقیق کا پیش کرنا، جیسا کہ:"باب التحنط عند القتال أى باب استعمال الحنوط عند القتال والحنوط عطر مركب من أنواع الطيب "[60]، یعنی کہ حنوط کا استعمال کرنا قتال کے وقت۔ اور حنوط کہتے ہیں خوشبوؤں کے مرکب کو جو ایک قسم کی خوشبو ہے۔

2:- مشکل الفاظ کی جامع تشریح پیش کرنا، جیسا کہ: الحرب خدعة و اختلفوا في صيغة هذه الكلمة و في معناها فقال القزاز: فتح الخاء و سكون الدال لغة النبي صلى الله عليه وسلم و لغته افصح اللغات و الفعلة للمرة الواحدة و معناها على هذا ان الحرب ينقضي امرها بخدعة واحدة يعني ان المقاتل اذا خدع مرة واحدة عطب...الخ۔[61]، یعنی جنگ دھوکہ کا نام ہے اس صیغہ کے کلمہ اور اس کے معانی میں اختلاف ہے۔ چنانچہ قزاز کا کہنا ہے کہ یہ خاء کے زبر اور دال کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ نبی ﷺ کی لغت ہے اور نبی ﷺ کی لغت سب سے زیادہ فصیح ہے۔ فعلہ، ایک دفعہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جنگ کا خاتمہ ایک ہی دھوکہ پر ہو جایا کرتا ہے یعنی کہ اگر مد مقابل کو ایک دفعہ ہی دھوکہ دے دیا جائے تو وہ ہلاک و تباہ ہو جائے۔ اور وہ دوبارہ اٹھنے کے قابل نہ رہے... الخ۔

3:- اماکن کی تشریح کر دینا، جیسا کہ:"اليمامة و هي مدينة باليمن على مرحلتين من الطائف "[62]، یعنی یمامہ یمن کا ایک شہر ہے جو طائف سے دو مرحلوں کے فاصلے پر ہے۔

4:- اعلام کی تشریح کرنا، جیسا کہ:"زرقاء كانت تبصر الراكب من مسيرة ثلاثة أيام و ذكر الجاحظ أنها كانت من بنات لقمان بن عاد وأن اسمها عنز و كانت زرقاء وقيل هي بنت رباح بن مرة"۔[63]، یعنی زرقاء جو کہ سوار کو تین دن کے مسافت کی دوری سے دیکھ لیتی تھی۔ اور جاحظ کا کہنا ہے کہ وہ لقمان بن عاد کی بیٹیوں سے تھی۔ اور اس کا نام عنز تھا۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ رباح بن مرہ کی بیٹی تھی۔

5:-حدیث کا حکم اور سند پر کلام پیش کرنا، جیسا کہ:"في فتح الباري لعل الحكمة فيه ماروى عن قوله صلى الله عليه وسلم "بورك لامتي في بكورها يوم الخميس"[64] وتعقبه العيني بقوله وهو حديث ضعيف اخرجه الطبراني من حديث نُبيط بضم النون وفتح الموحدة ابن شريط بفتح الشين المعجمة قلت طلب الحكمة في ذلك بالحديث الضعيف لاوجه له والحكمة فيه يعلم من حديث الباب فانه صرح فيه انه كان يحب ان يخرج يوم الخميس ومحبته صلى الله عليه وسلم اياه لايخلو عن حكمة"[65]۔یعنی فتح الباری میں ہے کہ شاید کہ اس کی حکمت نبی ﷺ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت کے لیے خمیس کے دن کی صبح میں برکت رکھی گئی ہے۔ جبکہ عینیؒ نے اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے طبرانی نے اس کو نُبیط سے بیان کیا ہے جو نون کے پیش کے ساتھ ہے۔ اور باء کے زبر کے ساتھ ہے۔ یہ ابن شریط ہے جو شین کے زبر کے ساتھ ہے۔ کہتے ہیں کہ: اس ضعیف حدیث سے حکمت طلب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ باب کی حدیث سے ہی اس کی حکمت معلوم ہو جاتی ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے صراحت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کو خمیس کے دن سفر کرنا محبوب تھا جو کہ حکمت سے خالی نہیں۔

6:-صرفی و نحوی تحقیق پیش کرنا، جیسا کہ:"(حتى سمعت نعايا) ابي رافع، قال الخطابي هكذا يروى نعايا ابي رافع كذا الرواية و صوابه نعاي [نعاءِ بوزن فعال و نزال ودراك الخ] ابا رافع اي انعوا ابا رافع كقولهم دراك بمعنى ادركوا وزعم سيبويه انه يطرد هذا الباب في الافعال الثلاثية كلها ان يقال فيها فعال بمعنى افعل نحو حذار ومناع و نزال كما تقول انزل و احذر و امنع "[66]۔یعنی (یہاں تک کہ میں نے موت کی خبر سن لی) ابو رافع کی، خطابی کا کہنا ہے کہ اسی طرح مروی ہے کہ نعایا ابی رافع۔ روایت بھی اسی طرح ہے اور اس کا درست لفظ نعای ہے، (نعای، فعال کے وزن پر ہے جیسا کہ نزال اور دراک ہے۔ الخ) ابو رافع کی۔ مراد ہے کہ ابو رافع کی موت کا اعلان کرو۔ جیسا کہ کہا کرتے ہیں کہ "دراک" مراد ہے کہ پالو، پیچھا کرو۔ اور سیبویہ کا کہنا ہے کہ یہ باب ثلاثی افعال میں آتا ہے۔ ہر ایک میں فعال کا معنیٰ افعل، یعنی کہ تو کر، ہے۔ یعنی کہ امر کے معنیٰ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حذار، مناع، نزال۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ انزل، احذر، امنع۔

7:-بناء برضرورت (شارح کا) اپنی رائے کا اظہار کرنا، جیسا کہ:" أقول قد ذكرت لك في المقدمة وغيرها أنه قدجرت عادةالبخاري أنه اذاوقف على لفظة غريبة تطابق كلمة في القرآن نقل تفسير تلك الكلمة التي من القرآن تكثيرا للفائدة و تنبيها على ما وقع من ذلك في القرآن"[67]، یعنی میں (شارح) کہتا ہوں کہ پہلے آپ سے مقدمہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ امام بخاری جب کسی غریب لفظ کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مطابق اس کی تفسیر کرنے کے لئے قرآن مجید سے کلمہ بیان کرتے ہیں۔ یہ قرآن مجید سے اس کلمہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ اس سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ فی نفسہ یہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔

نتائج Consequences

گزشتہ تمام تر تفصیل کی روشنی درجہ ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

1. علامہ عبد الخالق باجوڑیؒ کی شرح "غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری" کی صورت میں امام بخاریؒ کی جامع صحیح کے لیے ایک مستند اور جامع شرح کا منظر عام پر آنا اہلِ علم ودانش کے لیے بحث و تحقیق کے نئے مواقع پیش کرتا ہے۔
2. نیز تمام اہلِ علم کے لیے بالعموم جب صوبہ خیبر پختونخوا کے طلباء وعلماء کے لیے بالخصوص یہ علمی تحقیقات کو کتابت کے سانچے میں ڈھالنے کا ایک مؤثر ومؤقر ذریعہ ہے۔
3. آپ کی شرح انتہائی تحقیقی مواد کے اعتبار سے گوہر نایاب ہے۔
4. قاری کو ایک ہی ان میں کئی شروحات کو مطالع کرنے مستغنی کرتی ہے گویا کہ قاری کی صلاحیت کار بڑھانے کے لیے وقت بچاتی ہے۔
5. کتاب الجہاد کے حوالے سے آپ کی شرح انتہائی مفید ہے کیونکہ نے نہ صرف شرح پیش کی بلکہ کئی مقامات پر اپنی رائے سے بھی قاری کو آگاہ کیا ہے جو کہ آپ کی تبحرِ علمی اور تعمقِ رائے کی عکاس ہے۔

6. کسی محدث نے دورانِ تحقیق لغت، اصطلاح، صرف، نحو، ادب، فقہ، حکمت، اور تفسیری نکات کا بیان کس طرز پر کرنا ہے آپ کی شرح میں اس کے لیے راہ نما اصول ملتے ہیں۔

7. شرح میں معتدل طرزِ تحریر و تحقیق نئے محققین کے لیے تقریر، تحریر اور تحقیق کے نئے جہات کھلوتا اور ان کو اظہار رائے پیش کرتے وقت تعصب، تعنت اور تشدد سے بچنے کی بہترین تربیت دیتا ہے۔

نتیجہ و سفارشات

ان تمام تر تفصیلات کے بعد کہاجاسکتاہے کہ شارحؒ کی شرح نہ صرف ایک بہترین تحقیق ہے بلکہ ہر طالب علم کے لیے بالعموم اور طالبِ علم حدیث کے لیے بالخصوص تحقیق وتربیت کی ایک عملی درس گاہ ہے آپؒ کا یہ علمی خزانہ چونکہ اب تک مطبوعہ شکل میں منظر عام پر نہیں آسکی لہذا جامعہ اسلامیہ کالج پشاور سے بالخصوص جب کہ بقیہ جامعات سے بالعموم سفارش کی جاتی ہے کہ چونکہ اب تک اس پر کیے جانے والے علمی و تحقیقی کام کو مطبوعہ شکل نہیں دی گئی لہذا اوّل تو اس کے تمام اجزاء یعنی مکمل شرح پر علمی و تحقیقی کام سرانجام دیا جائے بعد از تکمیل اس بیش بہا علمی و تحقیقی ورثہ کو مطبوع کرکے اس کے فیض کو عام کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

حواشی ومصادر

1-أبوالحسين أحمدبن فارس بن زكريا(395ھ)،معجم مقاييس اللغة،المحقق-عبدالسلام محمدهارون،الناشر : دارالفكر،الطبعة : 1399ھ-1979م،ص210

2- التوبة: 79

3-الانعام: 109

4- أبوالقاسم الحسين بن محمدالمعروف بالراغب الاصفهانى(502ھ)،مفردات غريب القرآن، ص101

5- التوبة: 79

6- (ا): زين الدين أبوعبد الله محمدبن أبي بكربن عبدالقادر الحنفي الرازي(المتوفى: 666ھ)،مختار الصحاح،المحقق: يوسف الشيخ محمد، الناشر: المكتبة العصرية -الدارالنموذجية، بيروت-صيدا الطبعة: الخامسة، 1420ھ / 1999م،الماده ج ھ د،ص63

(ب):إبراهيم مصطفى و أحمد الزيات و حامد عبدالقادر و محمد النجار ،المعجم الوسيط ،دار الدعوة، تحقيق-مجمع اللغة العربية،ص142

7- الجرجاني ،علي بن محمد بن علي الزين الشريف (المتوفى:816هـ)، كتاب التعريفات،المحقق: ضبطه وصححه جماعة من العلماء بإشراف الناشر، الناشر: دارالكتب العلمية بيروت–لبنان،الطبعة: الأولى 1403هـ - 1983م،حرف الجيم، ص80

8-الشیخ محمد عبدالخالق الباجوری (1402ھ)،غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری،کتاب الجهاد، باب فضل الجهاد والسير (مخطوط)

9-https://www.britannica.com/topic/jihad

10 - أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الظاهري(456هـ)، الفصل في الملل والأهواء والنحل، الناشر : مكتبة الخانجي – القاهرة،ج4ص107

11 - الحج:78

12 - السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار الشافعی (489ھ)،تفسیر القرآن،دارالوطن للنشر، 1418ھ،ج3ص457

13-ابوعبدالله محمد بن عمر بن الحسن الرازی(606ھ)،التفسیر الکبیر،داراحیاء التراث العربی، بیروت،1420ھ،ج9ص11

14 -النازعات:40،41

15 - التوبة:73

16 -محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج المالکی (737ھ)،المدخل الی تنمیة الاعمال بتحسین النیات والتنبیه علی بعض البدع والعوائد،دارالفکر-بیروت،ج3ص26

17-ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاوی،مصباح اللغات، مکتبۃ المصباح، اردوبازار لاھور،مادہ قتل،ص565

18- البقرة:216

19- الحج:39

20- أبوعبد الله محمدبن أحمدبن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى:671هـ) الجامع الأحكام القرآن المعروف بتفسير القرطبي،تحقيق:أحمدالبردوني وإبراهيم أطفيش،الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة،الطبعة: الثانية، 1384هـ-1964م،ج3،ص38

21- ابو عبدالله محمد بن یوسف العبدری الغرناطی المالکی(897ھ)،التاج والإکلیل لمختصر خلیل، دارالفکر-بیروت، ج4ص536

22-الشیخ علی أحمد الجرجاوی الأزهری (1231ھ)،حکمة التشریع وفلسفته،دارالفکر- بیروت، ج2ص330

23 - عبدالخالق الباجوری،غنیۃ القاری،کتاب الجهاد، باب فضل الجهاد والسير (مخطوط)

24- النحل:110

25 -الفرقان:52

26 -العنكبوت:6

27 - العنكبوت:6

28 -البقرة:218

29 -ال عمران:142

30 -النساء:95

31 -المائدة:35

32 -المائدة:54

33 -الأنفال:72 الی 75

34 -التوبة:16

35 -التوبة:19،20

36 -التوبة:24

37 -التوبة:41

38 - التوبة:44

39 - التوبة:73

40 - التوبة:79

41- علاءالدين، أبوبكر بن مسعودبن أحمدالكاساني الحنفي(المتوفى:587ھ)،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،الناشر: دارالكتب العلمية،الطبعة: الثانية، 1406ھ - 1986م،ج7ص98

42-ابوعبدالله محمد بن عبدالله الخرشی المالکی (1101ھ)،شرح مختصر خليل، دارالفكر-بيروت، ج9ص433

43 - النساء:95

44-شمس الدين محمد بن محمد الخطيب الشربينى (977ھ)،مغنى المحتاج الى معرفة معانى الفاظ المنهاج ،محقق : محمد خليل عيتانى،دارالمعرفة،1418ھ،ج17ص222

45- منصوربن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى(المتوفى:1051ھ)، كشاف القناع عن متن الإقناع، الناشر:دارالكتب العلمية،ج3ص32

46- شمس الدين القرطبي،الجامع لأحكام القرآن،ج3ص38

47- ایضاً

48 -(ا): الشافعی، أبوعبد الله محمدبن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204ھ) كتاب الام ،الناشر: دار المعرفة - بيروت الطبعة: بدون طبعة سنة النشر: 1410ھ/1990ء، ج4 ص173

(ب): أبوالحسن علي بن محمدبن محمدبن حبيب البصري البغدادي، الشهيربالماوردي (المتوفى: 450ھ)، الحاوی الكبيرللماوردی، المحقق:الشيخ علي محمد معوض - الشيخ عادل أحمد عبد الموجود الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، 1419 ھ -1999ء، ج14ص128

49- عبدالخالق الباجوری،غنية القاری،کتاب الجهاد، باب الجعائل و الحملان في السبيل(مخطوط)

(ا):مالك بن انس، مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني(المتوفى:179ھ)،المدونة، الناشر: دارالكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1415ھ -1994ء، ج1 ص5527

(ب) ابن عبدالبر، أبوعمر يوسف بن عبدالله بن محمدبن عبدالبر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى:463ھ)،الكافی فی فقه اهل المدينه، المحقق: محمد محمد أحيد ولد ماديك الموريتاني الناشر: مكتبة الرياض الحديثة، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: الثانية، 1400ھ/1980ء، ج1، ص465

50 - أبومحمد موفق الدين عبدالله بن أحمدبن محمدبن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي (المتوفى:620هـ)،المغني لابن قدامة،الناشر: مكتبة القاهرة،الطبعة: بدون طبعة،تاريخ النشر: 1388هـ - 1968م، ج9ص197

51 -البقرة:190

52 - البقرة:193

53 - البقرة:251

54 - أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَةبن موسى بن الضحاك،الترمذي(المتوفى:279هـ) ،سنن الترمذي،تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر (جـ 1، 2)ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ 3)وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ 4، 5)،الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر،الطبعة: الثانية، 1395 هـ - 1975 م، ج5ص12رقم2616

55- (ا): ابن جرير الطبري محمد بن جرير بن يزيد الطبري، أبو جعفر - عريب بن سعد القرطبي - محمد بن عبد الملك الهمذاني(310هـ)، تاريخ الطبري تاريخ الرسل والملوك، وبليه: الصلة - التكملة - المنتخب (ط. المعارف)،المحقق: محمد أبو الفضل إبراهيم،الناشر: دار المعارف،سنة النشر: 1387 – 1967، ج3ص520

(ب): ابن كثير عماد الدين اسماعيل بن عمر الدمشقى(774هـ)،البداية والنهاية،مكتبة المعارف، 1410 هـ، ج7ص39

نوٹ:اس روایت کی سند پر محدثین کا کلام ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

https://al-maktaba.org/book/31869/9085

56- محمدبن أحمدبن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى:483هـ)،شرح السير الكبير، الناشر: الشركة الشرقية للإعلانات،تاريخ النشر: 1971م، ج1ص188

57- علاء الدين الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع، ج7ص98

58- كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) ،فتح القدير،الناشر :دار الفكر، ج4ص277

59- ابوعبدالله الخرشى ،شرح مختصر خليل، ج3ص107

60- عبدالخالق الباجورى،غنية القارى،كتاب الجهاد، باب التحنط عند القتال (مخطوط)

61- عبدالخالق الباجورى،غنية القارى،كتاب الجهاد، باب الحرب خدعة(مخطوط)

62- عبدالخالق الباجورى،غنية القارى،كتاب الجهاد، باب التحنط عند القتال (مخطوط)

63- ايضاً

64- أحمدبن علي بن محمدالكناني العسقلاني، أبوالفضل، شهاب الدين،ابن حجر(852هـ)، فتح الباري بشرح صحيح البخاري (ت: الأرناؤوط)، الناشر: دار الرسالة العالمية،سنة النشر: 1434 – 2013، ج6ص113

65- عبدالخالق الباجورى،غنية القارى،كتاب الجهاد، باب من اراد غزوة وورى بغيرها (مخطوط)

66- عبدالخالق الباجورى،غنية القارى،كتاب الجهاد، باب قتل النائم المشرك (مخطوط)

67- عبدالخالق الباجورى،غنية القارى،كتاب الجهاد، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله(مخطوط)